حضور ﷺ نے فرمایا: "البركة مع أكابركم" برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں۔
(رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

اشاعت نمبر ۱۳

تحقیقی، علمی و اصلاحی

رسالہ

دِفَاعِ اَسلاف

ہند

فہرست مضامین

زیرِ سرپرستی

مصلح ملت
حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر صاحب
دامت برکاتہم

سلسلہ دفاع فضائل اعمال ۱۳

(اہل حدیث حضرات صحیح واقعات کا انکار کرتے ہیں)

(قبر رسول ﷺ سے روٹی کا ملنا)۔

(معراج ربانی اور دیگر غیر مقلدین حضرات کو جواب)

- مفتی ابن اسماعیل مدنی

- مولانا عبد الرحیم قاسمی

- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

فضیلۃ الشیخ معراج ربانی صاحب کہتے ہیں:

"دیکھیں کہ میں روٹی کی کہانی آپ کو بتاؤں، لکھتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا، ابو الخیر کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا، پانچ دن وہاں قیام کیا، کچھ مجھ کو ذوق و لطف حاصل نہ ہوا، مجھے کوئی مزا نہیں آیا مدینے میں، مدینے میں کوئی مزا نہ آیا، قبر شریف کے پاس حاضر ہوا، اور حضرت رسولِ خدا ﷺ اور حضرتِ ابو بکر اور عمر کو سلام کیا، اور عرض کیا کہ اے رسول اللہ! (ﷺ) آج میں آپ کا مہمان ہوں، پھر وہاں سے ہٹ کر منبر کے پیچھے سو گیا، خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا، حضرت ابو بکر آپ کے داہنی اور حضرت عمر آپ کے بائیں جانب تھے اور حضرت علی آپ کے آگے تھے، (ہنستے ہوئے) حضرت علی کہاں تھے؟ آپ کے آگے تھے، مجھے شیعوں کا عقیدہ یاد آتا ہے، **شیعہ** کہتے ہیں کہ جبریل بھول گئے، اللہ تعالیٰ نے علی کو نبی بنایا تھا، جبریل بھول کے محمد ﷺ کو دے کے چلے گئے، کہیں یہی عقیدہ تو نہیں زکریا صاحب بتلا رہے ہیں، دائیں بائیں ابو بکر صدیق اور عمر بیچ میں نبی کریم ﷺ اور ان تینوں سے آگے کون تھے؟ حضرت علی تھے، خیر، ایک اشارہ ہے سمجھنے کیلئے، سمجھیں کہ یہ واقعے کی حقیقت کیا ہے، شیعوں کے گڑھے ہوئے اس طرح کے واقعات، کہتے ہیں کہ حضرت علی نے مجھ کو ہلایا، اور فرمایا کہ اٹھ رسول خدا تشریف لائے ہیں، میں اٹھا، اور حضرت کی دونوں آنکھوں کے درمیان چوما، حضور نے مجھ کو ایک روٹی عنایت فرمائی، میں نے آدھی کھائی، اور جب جاگا، تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی، اوہوووو، آدھی میرے ہاتھ میں تھی،

فضائل اعمال، فضائل درود: ص ۱۱۲، اور پاکستانی نسخہ، میرے پاس اپنے پاکستانی بھائیوں کیلئے، تاکہ کوئی یہ نہ کہے، پاکستانی نسخے میں، آپ یہ دیکھیں، تبلیغی نصاب، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، اس کی چھپی ہوئی یہ تبلیغی نصاب، اس کے صفحہ ۷۹۶ کے اوپر یہ واقعہ موجود ہے"۔

الجواب:

غیر مقلدین کے فضیلۃ الشیخ معراج ربّانی صاحب اور دیگر مبلغین اہل حدیث حضرات کی یہ عادتِ شریفہ ہے کہ جب تک وہ حضرات عبارات میں سے کچھ کمی یا زیادتی نہ کریں، تب تک ان کا اعتراض بنتا ہی نہیں۔

فضائل درود سے ایک واقعہ ابو الخیر اقطعؒ کا نقل کیا ہے، معراج ربانی صاحب نے پورا واقعہ پڑھا نہیں، جس سے ساری بات کھل کر سامنے آجاتی، اس واقعہ میں ایک جگہ یہ بات ہے کہ مدینہ میں، مزا نہیں آیا، اس کو بار بار پڑھ رہے ہیں، اور اس انداز سے پڑھ رہے ہیں کہ سامنے والے کو یہ پتہ چلے کہ ابو الخیر اقطعؒ کا مدینہ میں دل نہیں لگا، لیکن حقیقت کچھ اور ہے۔ لہذا سب سے پہلے مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں، حضرت شیخ الحدیث، مولانا زکریاؒ **(م ۱۴۰۲ھ)** فرماتے ہیں کہ

شیخ ابو الخیر اقطعؒ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منور میں آیا، پانچ دن وہاں قیام کیا، کچھ مجھ کو ذوق و لطف حاصل نہ ہوا، میں قبر شریف کے پاس حاضر ہوا اور حضرت رسول خدا ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو سلام کیا اور عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ آج میں آپ کا مہمان ہوں، پھر وہاں سے ہٹ کر منبر کے پیچھے سو رہا، خواب میں حضور سرور عالم ﷺ کو دیکھا، حضرت ابو بکرؓ آپ کی داہنی اور حضرت عمرؓ آپ کی بائیں جانب تھے، اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ آپ کے آگے تھے، حضرت علیؓ نے مجھ کو ہلایا اور فرمایا اٹھ حضور رسول ﷺ تشریف لائے ہیں، میں اٹھا اور حضرت کی دونوں آنکھوں کے درمیان چوما، حضور ﷺ نے ایک روٹی مجھ کو عنایت فرمائی، میں نے آدھی کھائی اور جاگا تو آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔

آگے مولانا زکریاؒ وضاحت کر رہے ہیں اس کو معراج ربانی صاحب نے بیان نہیں کیا اور خیانت کی، آگے مولانا زکریاؒ **(م ۱۴۰۲ھ)** لکھتے ہیں کہ شیخ ابو الخیر کا یہ قصہ علامہ سخاویؒ نے بھی القول البدیع میں نقل کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزہہ کے ترجمہ میں کچھ تسامح ہوا ہے، (یعنی اوپر جو ترجمہ مولانا زکریاؒ نے نقل کیا وہ نزہہ کے حوالے سے نقل کیا ہے)، القول البدیع کے الفاظ یہ ہیں: " **اقمت خمسة ایام ماذقت ذواقاً** " جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں پانچ دن رہا، اور مجھے اِن دِنوں میں

کوئی چیز چکھنے کو بھی نہ ملی[1]، ذوق وشوق حاصل نہ ہونا ترجمہ کا تسامح ہے، یعنی ترجمہ کرنے میں غلطی ہوئی۔ (**فضائل اعمال: ج ۱: فضائل درود: ج ۱: ص ۷۵۷، طبع دینیات ممبئی**)

اب قارئین ہی فیصلہ کریں کہ معراج ربانی صاحب کی اس حرکت کو کیا نام دیں۔ نیز اس واقعہ پر "۳" اعتراض ہیں۔

(۱) یہ واقعہ جھوٹا ہے۔

(۲) خواب میں دی ہوئی روٹی، بیداری میں کیسے آگئی ؟؟؟

(۳) یہ واقعہ قبر پرستی کی دعوت دیتا ہے۔

ان کے جوابات ترتیب وار درج ذیل ہیں:

پہلے اعتراض کا جواب:

اس واقعہ کو جھوٹا کہنا مردود ہے، کیونکہ حضرت شیخ الحدیثؒ (م ۱۴۰۲ھ) نے یہ واقعہ ثقہ، امام ابو محمد، عبد اللہ بن اسعد الیافعیؒ (م ۷۶۸ھ) کی کتاب "روض الریاحین" کے اردو ترجمہ نزہۃ البساتین سے نقل کیا ہے، اور پھر اس واقعہ کی تصحیح **القول البدیع للسخاری** سے کی ہے، جیسا کہ فضائل درود کی عبارت سے ظاہر ہے، جو کہ گزر چکی۔

یہ واقعہ **روض الریاحین للیافعی: ص ۱۲۶، حکایت نمبر ۹۰** اور **القول البدیع للسخاری: ص ۱۶۶** پر موجود ہے۔

پہلی سند:

اور یہ واقعہ ثابت ہے۔ چنانچہ مشہور امام، حافظ الحدیث، ثقہ، ابو عبد الرحمٰن السلمیؒ (م ۴۱۲ھ) کہتے ہیں کہ

سمعت منصور بن عبد الله الإصفهاني يقول سمعت أبا الخير الأقطع يقول دخلت مدينة رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا بفاقة فأقمت خمسة ايام ما ذقت ذواقا فتقدمت إلى القبر وسلمت على النبي صلى الله عليه وسلم وعلى أبي بكر وعمر رضي الله عنهما وقلت أنا

---

[1] بعض کتابوں میں صراحۃً **"وأنا بفاقة"** کا لفظ آیا ہے، عبارت اس طرح ہے: **"دخلت مدينة الرسول صلى الله عليه وسلم وأنا بفاقة"** میں مدینۃ الرسول ﷺ آیا، اور میرا حال یہ تھا کہ میں فاقے سے تھا۔ دیکھئے: **الدرة الثمينة فى أخبار المدينة: ج ۱: ص ۱۶۰۔**

ضيفك الليلة يا رسول الله وتنحيت ونمت خلف المنبر فرأيت في المنام النبي صلى الله عليه وسلم وأبو بكر عن يمينه وعمر عن شماله وعلي بن أبي طالب بين يديه رضي الله عنهم فحركني علي وقال قم قد جاء رسول الله قال فقمت إليه وقبلت بين عينيه فدفع إلي رغيفا فأكلت نصفه وانتبهت فإذا في يدي نصف رغيف۔ (طبقات الصوفية للسلمي: ص ۲۴۱)

سند کی تحقیق:

(۱) محمد بن الحسین، ابو عبد الرحمٰن السلمیؒ (م ۴۱۲ھ) مشہور صدوق، متقن صاحب الحدیث و التصوف ہیں۔ **(الروض الباسم: ج ۲: ص ۱۰۰۰)**

(۲) ابو نصر، محمد بن عبد اللہ الصوفی الاصبہانیؒ بھی صدوق ہیں۔

ان سے محمد بن حسین، ابو عبد الرحمٰن السلمیؒ (م ۴۱۲ھ)، ابو عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ بن باکلویہؒ (م ۴۲۸ھ)، ثقہ، حافظ، امام ابو شیخ الاصبہانیؒ (م ۳۶۹ھ)، ابو الفضل، احمد بن ابی عمران الصوفیؒ (م ۳۹۹ھ)، ابو سعید، عبد اللہ بن محمد الرازی الصوفیؒ (م ۳۸۲ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ **(الرسالۃ القشیریۃ: ج ۱: ص ۱۴۲، طبقات الصوفیۃ: ص ۱۲۶، تاریخ دمشق: ج ۶۰: ص ۳۲۰)**

اور ان پر کوئی جرح ثابت بھی نہیں ہے، نیز ان کی بحیثیت صوفی دینی شہرت بھی ہے، لہذا وہ صدوق ہیں۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۵۷)** واللہ اعلم

(۳) ابو الخیر الاقطعؒ (م ۳۴۹ھ) بھی صدوق ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۹۱۷، سیر: ج ۱۶: ص ۲۲)**

لہذا یہ سند حسن ہے۔

دوسری سند:

ثقہ، حجت، حافظ ابو عبد اللہ، ابن النجارؒ (م ۶۴۳ھ) کہتے ہیں کہ

أنبأنا عبد الرحمن بن علي، أنبأنا أبو الفضل الفارسي، عن أبي بكر الشيرازي، أخبرنا محمد بن الحسين، سمعت أبا الخير الأقطع يقول: دخلت مدينة الرسول صلى الله عليه وسلم

وأنا بفاقة، فبقيت خمسة أيام ما ذقت ذواقاً، فتقدمت إلى القبر وسلمت على النبي صلى الله عليه وسلم، وعلى أبي بكر وعمر رضي الله عنهما وقلت: أنا ضيفك الليلة يا رسول الله، وتنحيت فنمت، فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام وأبو بكر عن يمينه وعمر عن شماله، وعلي بين يديه، فحركني علي وقال لي: قم، قد جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فقمت إليه وقبلت بين عينيه، فدفع إلي رغيفاً فأكلت نصفه، وانتبهت وفي يدي النصف الآخر۔(الدرة الثمينة في أخبار المدينة: ص ۱۶۰)

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابوعبد اللہ، ابن النجارؒ (م ۶۴۳ھ) ثقہ، حجت، امام ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج ۱۴: ص ۴۷۸**)

(۲) حافظ ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔(**کتاب الثقات للقاسم: ج ۶: ص ۲۸۳، تاریخ الاسلام: ج ۱۲: ص ۱۱۰۰**)

(۳) حافظ ابو الفضل، محمد بن ناصر الفارسیؒ (م ۵۵۰ھ) بھی مشہور ثقہ، متقن، حافظ الحدیث ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج ۱۱: ص ۹۹۱**)

(۴) حافظ احمد بن علی، ابو بکر الشیرازیؒ (م ۴۸۷ھ) بھی مشہور ثقہ، فاضل، حافظ الحدیث ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۵۷۳**)

(۵) حافظ محمد بن الحسین، ابوعبد الرحمٰن السلمیؒ (م ۴۱۲ھ)،

(۶) ابو الخیر الاقطعؒ (م ۳۴۹ھ) کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

نیز یہی واقعہ حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ)، حافظ ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ)، امام اسماعیل بن محمد اَصبہانیؒ (م ۵۳۵ھ)، حافظ محمد بن یعقوب فیروز آبادیؒ (م ۸۱۷ھ)، حافظ ابن الملقنؒ (م ۸۰۴ھ)، امام نور الدین، ابو الحسن سمہودیؒ (م ۹۱۱ھ)، حافظ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)، حافظ عبد الرووف المناویؒ (م ۱۰۳۱ھ) وغیرہ کئی ائمہ و حفاظ الحدیث نے نقل کیا ہے۔(**تاریخ الإسلام: ج ۲۵: ص**

۴۸۸، تنبیہ الغبش : ج ا:ص ۲۰۱، صفۃ الصفوۃ:ج ۲ : ص ۴۲۱، سیر سلف الصالحین : ج ا: ص ۱۲۵۰، الصلات والبشر : ص ۱۴۶، حدائق الأولیاء:ج ا : ص ۳۷، وفاء الوفاء:ج ۴: ص ۲۰۰، المحاضرات والمحاورات : ص ۴۲۸، الکواکب الدریۃ:ج ۲ : ص ۴۵)

معراج ربانی صاحب نے کہا کہ اس میں شیعہ کا عقیدہ بیان کیا جارہا ہے، حالانکہ کئی ثقہ، صدوق ائمہ محدثین کے حوالے پیش کئے ہیں، کیا یہ سب کے سب نعوذ باللہ شیعہ عقائد کو پھیلانے والے تھے؟ معراج ربانی صاحب اور دیگر غیر مقلدین حضرات سے گزارش ہے کہ آپ حضرات جب اس واقعہ پر کوئی فتویٰ داغتے ہیں تو وہ صرف مولانا زکریا صاحب (م ۱۴۰۲ھ) پر ہی نہیں، یہ جن ثقہ، صدوق ائمہ محدثین کے حوالے پیش کئے ہیں، ان پر بھی جاتا ہے۔

باقی معراج ربانی صاحب یہ بتائیں کہ کیا رافضی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو نبی اکرم ﷺ کے دائیں بائیں مانتے ہیں؟ کیا وہ ان کو مسلمان بھی مانتے ہیں؟ رہا معراج ربانی صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت علیؓ کو آگے دیکھنے سے ان کے مقام کو حضرت نبی اکرم ﷺ اور حضرات شیخینؓ کے مقام پر بڑھایا جارہا ہے، تو یہ ان کی جہالت ہے، کیونکہ خواب سے کوئی شرعی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

دوسرے اعتراض کا جواب:

رہا یہ اعتراض کہ خواب میں دی ہوئی روٹی، بیداری میں کیسے آگئی، تو جواب میں عرض ہے کہ خواب میں کئے جانے والے عمل و حرکت کا اثر اصل زندگی میں ہو سکتا ہے، جس کی تفصیل **ص:۸** پر موجود ہے۔ لہذا یہ اعتراض بھی مردود ہے۔

تیسرے اعتراض کا جواب:

جہاں تک اس واقعہ کو قبر پرستی پر محمول کرنے کی بات ہے، تو یہ اعتراض بھی باطل ہے۔ کیونکہ یہاں پر شیخ ابو الخیر الاقطعؒ (م ۳۴۹ھ) کا حضور ﷺ سے یہ کہنا کہ "آج میں آپ کا مہمان ہوں"۔ یہ کلام اور گزارش، دعاء کے معنی میں ہے۔ اور محدث ابو الیمن ابن عساکرؒ (م ۶۸۹ھ) کہتے ہیں کہ

ثم یرجع الزائر إلى موقفه الأول قبالة وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ويتوسل به إلى الله سبحانه في حوائجه، وخويصة نفسه، ويستشفع به إليه، ويجدد التوبة في حضرته الشريفة، ويسأل الله سبحانه أن يجعلها توبة نصوحاً، ويكثر الاستغفار، ويديم التضرع إلى الله سبحانه وتعالى فيما هنالك، ويسأله ما أهمه من أمور الدين والدنيا، ويكثر الاستشفاع به إلى الله سبحانه في مهماته، وخواصه، ولوالديه، ولإخوانه، وللمسلمين أجمعين۔

پھر زائر یعنی زیارت کرنے والا اپنے پہلے مقام کی طرف آئے جو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کے سامنے ہے، اور اپنی ضروریات کی تکمیل کی خاطر آپ ﷺ کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنائے، اور اللہ کی بارگاہ میں ان کے لئے شفاعت طلب کرے، اور ان کی حضوری میں گناہوں سے توبہ کی تجدید کرے کہ اس کی توبہ توبۃ النصوح بن جائے، اور استغفار کی کثرت کرے اور وہاں پر اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی وانکساری کرنے کی پابندی اور دوام کرے، اور اللہ تعالیٰ سے اپنے دین و دنیا سے متعلق اہمیت کی حامل چیزوں کیلئے دعا کرے، اور آپ ﷺ کا وسیلہ بکثرت اپنے مقاصد اور ذاتی امور، نیز اپنے والدین، بھائی بہن اور تمام مسلمانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پکڑے اور ان کو شفیع بنائے۔ **(اتحاف الزائر: ص ۵۳)**

غور فرمائیے! ابو الیمن ابن عساکرؒ فرماتے ہیں کہ قبر اطہر کے پاس آپ ﷺ کے توسل سے اپنی حاجات دینیہ و دنیویہ کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

لہٰذا یہاں ابو الخیر الاقطعؒ **(م ۳۴۹ھ)** کا جملہ بھی اسی معنی میں ہے۔ اور اس پر دلیل ملک الدار کی روایت ہے، چنانچہ حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہؒ **(م ۲۳۵ھ)** فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن أبي صالح عن مالك الدار, قال: وكان خازن عمر على الطعام, قال: أصاب الناس قحط في زمن عمر, فجاء رجل إلى قبر النبي صلى الله عليه وسلم, فقال: يا رسول الله, استسق لأمتك فإنهم قد هلكوا, فأتى الرجل في المنام فقيل له: ائت عمر فأقرئه السلام, وأخبره أنكم مستقيمون وقل له: عليك الكيس, عليك الكيس, فأتى عمر فأخبره فبكى عمر, ثم قال: يا رب لا آلو إلا ما عجزت عنه.

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگ قحط کا شکار ہوئے، ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی قبر کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: **یا رسول اللہ! اپنی امت کیلئے رب تعالیٰ سے بارش کیلئے دعا فرما دیں، لوگ تباہ ہو رہے ہیں**، نبی اکرم ﷺ خواب میں اس شخص کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: تم عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ، اور ان کو سلام کہو، اور خبر دو کہ اب بارش ہو گی اور یہ بھی کہیں کہ عقلمندی سے کام لیں، تو وہ آدمی حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنایا، تو حضرت عمرؓ رو دیئے اور کہا اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر جس سے میں عاجز ہوں۔ **(مصنف ابن ابی شیبۃ: حدیث نمبر ۳۲۶۶۵)**

حافظ ابن کثیرؒ **(م ۷۷۴ھ)**، حافظ الدنیا، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ **(م ۸۵۲ھ)**، علامہ سمہودیؒ **(م ۹۱۱ھ)**، ابن حجر مکیؒ **(م ۹۷۴ھ)** وغیرہ نے اس سند کو صحیح کہتے ہیں۔ **(فتح الباری: ج ۲: ص ۵۷۵، البدایۃ والنہایۃ: ج ۷: ص ۱۰۵، الجوہر المنظم: ص ۱۵۳، خلاصۃ الوفاء: ج ۱: ص ۴۱۷)**

لہٰذا اس واقعہ کو قبر پرستی پر محمول کرنا باطل و مردود ہے۔

کیا خواب میں کئے جانے والے عمل و حرکت کا اثر دنیوی زندگی میں ہو سکتا ہے؟

(احادیث و حکایات سلف صالحین کی روشنی میں)

- مفتی ابن اسماعیل مدنی

- مولانا عبد الرحیم قاسمی

- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

خواب میں کئے جانے والے عمل و حرکت کا اثر دنیوی زندگی میں ہوتا ہے۔ ایسے افعال کا ذمہ دار صرف اللہ تعالی ہی ہوتے ہیں۔ اس مسئلہ پر سنت و اسلاف سے دلائل درج ذیل ہیں:

دلیل نمبر ۱ :

حافظ ابن القیمؒ (م ۷۵۱ھ) اپنی کتاب "**الروح**" میں فرماتے ہیں کہ

ذكر القيراوني في كتاب البستان قال كان لي جار يشتم أبا بكر وعمر رضي الله عنهما فلما كان ذات يوم أكثر من شتمهما فتناولته وتناولني فأنصرفت إلى منزلي وأنا مغموم حزين فنمت وتركت العشاء فرأيت رسول الله في المنام فقلت يا رسول الله فلان يسب أصحابك قال من أصحابي قلت أبو بكر وعمر فقال خذ هذه المدية فأذبحه بها فأخذتها فأضجعته وذبحته ورأيت كأن يدي أصابها من دمه فألقيت المدية وأهويت بيدي إلى الأرض لأمسحها فأنتبهت وأنا أسمع الصراخ من نحو داره فقلت ما هذا الصراخ قالوا فلان مات فجأة فلما أصحنا جئت فنظرت إليه فإذا خط موضع الذبح۔

امام عبد اللہ بن ابی زید القیروانیؒ (۳۸۶ھ) نے اپنی کتاب "**کتاب البستان**" میں ایک سلف کا قول ذکر کیا کہ:

ایک ہمسایہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا، ایک دن اس نے کچھ گالیاں دی، میری اور اس کی ہاتھا پائی بھی ہوگئی، آخر میں گہرے رنج میں ڈوبا ہوا گھر پہنچا، میں نے افسوس کی وجہ سے کھانا بھی نہیں کھایا اور سو گیا۔

رات کو خواب میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، میں نے آپ ﷺ سے شکایت کی کہ فلاں شخص آپ (ﷺ) کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالیاں دیتا ہے۔

پوچھا کس کو؟ میں نے کہا: حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو۔

آپ ﷺ نے مجھے چھری دی کہ اس کا گلا کاٹ دو۔

چنانچہ میں نے چھری لی اور اسے لٹا کر خواب ہی میں ذبح کر دیا۔

میرے ہاتھ میں خون بھر گیا، میں نے چھری زمین پر رکھ دی اور زمین سے ہاتھ پونچھنے لگا کہ آنکھ کھل گئی۔

سنا تو اس کے گھر سے رونے کی آواز آ رہی تھی۔

میں نے پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ لوگوں نے کہا: فلاں شخص اچانک فوت ہو گیا ہے، میں نے صبح جا کر اسے دیکھا تو گلے کی جگہ نشان موجود تھا۔ **(کتاب الروح لابن قیم: ص۱۸۸- ۱۸۹)**

امام ابن القیمؒ نے اس واقعہ سے دلیل پکڑی ہے۔[2]

پہلی سند:

امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۱ھ) نے اپنی کتاب فضائل الصحابہؓ میں، یہی واقعہ کچھ الگ انداز میں، سند کے ساتھ بیان کیا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

---

[2] **فصل المائة ماقد اشترك في العلم به عامة أهل الأرض من لقاء أرواح الموتى وسؤالهم لهم وإخبارهم إياهم بأمور خفيت عليهم فرأوها عيانا وهذا أكثر من أن يتكلف إيراده وأعجب من هذا الوجه الحادي والمائة أن روح النائم يحصل لها في المنام آثار فتصبح يراها على البدن عيانا وهي من تأثير للروح في الروح كما ذكر القيراوني في كتاب البستان قال كان لي جار يشتم أبا بكر وعمر رضي الله عنهما فلما كان ذات يوم أكثر من شتمهما فتناولته وتناولني فأنصرفت إلى منزلي وأنا مغموم حزين فنمت وتركت العشاء فرأيت رسول الله في المنام فقلت يارسول الله فلان يسب أصحابك قال من أصحابي قلت أبو بكر وعمر فقال خذ هذه المدية فأذبحه بها فأخذتها فأضجعته وذبحته ورأيت كأن يدي أصابها من دمه فألقيت المدية وأهويت بيدي إلى الأرض لأمسحها فأنتبهت وأنا أسمع الصراخ من نحو داره فقلت ما هذا الصراخ قالوا فلان مات فجأة فلما أصحنا جئت فنظرت إليه فإذا خط موضع الذبح۔ (كتاب الروح: ص ۱۸۸ – ۱۸۹)**

حدثني معاذ بن المثنى بن معاذ بن معاذ العنبري قال: حدثني سوار بن عبد الله العنبري قال: حدثني عبيد الله بن معاذ، عن أخيه المثنى بن معاذ قال: حدثني حيان النحوي قال: كان لي جليس يذكر أبا بكر وعمر، فأنهاه فيغري، فأقوم عنه، فذكرهما يوما فقمت عنه مغضبا، واغتممت بما سمعت إذ لم أرد عليه الذي ينبغي، فنمت فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم في منامي كأنه أقبل ومعه أبو بكر وعمر، فقلت: يا رسول الله، إن لي جليسا يؤذيني في هذين، فأنهاه فيغري يزداد، فالتفت صلى الله عليه وسلم إلى رجل قريب منه فقال: «اذهب إليه فاذبحه»، قال: فذهب الرجل، وأصبحت فقلت: إنها لرؤيا، لو أتيته فأخبرته لعله ينتهي، فمضيت أريده، فلما صرت قريبا من بابه إذا الصراخ وإذا بواري ملقاة، فقلت: ما هذا؟ قالوا فلان طرقته الذبحة في هذه الليلة۔ (فضائل الصحابۃ لعبد اللہ بن احمد: ج ۱: ص ۲۹۸، ت وصی اللہ عباس)

کتاب کے محقق، مشہور اہل حدیث عالم شیخ وصی اللہ عباس صاحب نے اس سند کو صحیح کہا ہے۔

سند کا حال درج ذیل ہے:

(۱) امام عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبلؒ (م ۲۹۰ھ) سنن نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۹۶)**

(۲) معاذ العنبریؒ (م ۲۸۸ھ) بھی ثقہ راوی ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۸۳۷)**

(۳) سوّار بن عبد اللہ العنبریؒ (م ۲۴۵ھ) سنن ترمذی، ابی داؤد اور نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: ۲۶۸۴)**

(۴) عبید اللہ بن معاذؒ (م ۲۳۷ھ) صحیحین کے راوی، اور ثقہ، حافظ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۴۳۴۱)**

نوٹ:

فضائلِ الصحابۃ میں کاتب کی غلطی سے عبید اللہ بن معاذ کے بجائے عبد اللہ بن معاذ لکھا گیا ہے، لیکن صحیح عبید اللہ بن معاذ ہے، کیونکہ قلمی مخطوطہ میں عبید اللہ بن معاذ ہی موجود ہے۔

(فضائل الصحابۃ مخطوطۃ، مکتبۃ السلیمانیۃ، رقم ۸۷۸، ص ۴۲)

Yeni cami
878
Mikrofilm Arşiv
No. 3464

كتاب فضايل الصحابه

رضي الله عنهم

تاليف الامام ابي عبد الله احمد بن محمد بن حنبل بن هلال

الشيباني رضي الله عنه

مما رواه عنه ابنه ابو عبد الرحمن عبد الله وزاد فيه عن شيوخه

رواية ابي بكر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالك القطيعي عنه

رواية ابي طالب محمد بن علي بن محمد بن يوسف المعروف بابن العلاف الواعظ عنه

رواية ابي الحسين المبارك بن عبد الجبار بن احمد بن القاسم الصيرفي عنه

ابن ابي اسحق عن ابي اسحق عن عمرو بن ميمون قال اني لادري هلاك عمر فعد رايت الاسلام
حدثنا عبد الله قال حدثني عبد الله بن عمر وهو القرشي قال حدثني ابو بكر بن عياش
عن عاصم عن المسيب بن رافع قال لما اتانا عبد الله بن مسعود سبعا من المدينة
فصعد المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان غلام المغيرة لما لولوة قتل امير المؤمنين
عمر قال فبكى الناس وصاحوا واشتد بكاؤهم قال ثم قال انا اجتمعنا اصحاب محمد
صلى الله عليه وسلم فامرنا علينا عثمان بن عفان ولم نال عن خيرنا ذي فوق حدثنا عبد الله
قال حدثنا ابو هشام محمد بن يزيد الرفاعي قال حدثنا عبد الرحمن بن مهدي عن قرة بن خالد عن ابي نهيك قال
عبد الله ابو نهيك اسمه القاسم بن محمد عن سالم بن عبد الله عن ابيه انه قال حين حضر عثمان
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض فنظر المسلمون خيرهم فاستخلفوه وهو ابو بكر فلما قبض
ابو بكر نظر المسلمون خيرهم فاستخلفوه وهو عمر فلما قبض عمر نظر المسلمون خيرهم
فاستخلفوه وهو عثمان فان قتلتموه فهاتوا خيرا منه حدثنا عبد الله قال حدثني
معاذ بن المثنى بن معاذ بن معاذ العنبري قال حدثني سوار بن عبد الله العنبري قال حدثني عبد الله
بن معاذ عن اخيه المثنى بن معاذ قال حدثني حيان النحوي قال كان لي جليس يذكر
ابا بكر وعمر فانهاه فيغضب فاقوم عنه فذكرهما يوما فقمت عنه مغضبا وغممت
بما سمعت اذكر ان دخلني الذي يسعى فنمت فرايت النبي صلى الله عليه وسلم في منامي كانه
اقبل ومعه ابو بكر وعمر فقلت يا رسول الله ان لي جليسا يؤذيني فيهما فانهاه فيغضب
يزداد فالتفت صلى الله عليه وسلم الى رجل قريب منه فقال اذهب اليه فاذبحه فذهب
الرجل واصبحت فقلت انها الرؤيا والوا ... فاحذرته لعله ينتهي فمضيت اليه فلما صرت
قريبا من بابه اذا الصراخ واذا ابوابه مغلقة فقلت ما هذا قالوا فلان طرقته الذبحة
في بعض الليل

اور اس روایت کے سند میں تصریح ہے کہ المثنیٰ بن معاذؒ سے ان کے بھائی نے روایت کی ہے، اور المثنیؒ کے بھائی صرف عبید اللہ بن معاذؒ ہی ہیں۔ لیکن کاتب کی غلطی کی وجہ سے یہ عبد اللہ ہو گیا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے، بلکہ عبید اللہ صحیح ہے۔

مزید یہ کہ امام ضیاء الدین مقدسیؒ (م ۶۴۳ھ) نے بھی یہی روایت نقل کی اور اس میں بھی عبید اللہ بن معاذ ہی ہے۔ **(کتاب النہی عن سب الأصحاب: ص ۹۹ - ۱۰۰)**

الغرض صحیح عبید اللہ بن معاذؒ ہے، جو کہ ثقہ، حافظ ہیں، جیسا کہ گزر چکا۔

(۵) المثنیٰ بن معاذؒ (م ۲۲۸ھ) صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۴۷۳)**

(۶) حیّان نحویؒ کے بارے میں کتاب فضائلِ صحابہ کے محقق اہل حدیث عالم وصی اللہ عباس صاحب لکھتے ہیں کہ: میری تحقیق کے مطابق یہ تصحیف ہے۔ صحیح شیبان النحوی ہیں اور شیبانؒ ثقہ راوی ہیں۔ **(تقریب: رقم ۲۸۳۳)**

نیز محقق صاحب نے اس روایت کو صحیح بھی قرار دیا ہے۔ **(فضائل الصحابۃ: ج ۱: ص ۲۹۸)**

نوٹ:

اگر راوی کا نام حیان النحوی ہی تسلیم کر لیا جائے، تو بھی حیانؒ کی نحوی کے اعتبار دینی شہرت ہے، لہذا یہ ان کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۵۷)**

لہذا یہ سند کم از کم حسن ہے۔

دوسری سند:

مشہور حافظ الحدیث، امام محمد بن عبد الواحد، ضیاء الدین المقدسیؒ (م ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا الشيخ العفيف أبو القاسم محمود بن الواثق بن أبي القاسم البيهقي المعروف بزنكي بقراءتي عليه بمرو قلت أخبركم عبد الأول بن عيسى قراءة عليه أنبأنا أبو القاسم أحمد بن محمد ابن محمد العاصمي ثنا أبو القاسم عبد الله بن عمر بن محمد المعروف بابن داية الكلواذي قرية من قرى بغداد قدم علينا مجتازا أنبأنا أبو نصر محمد بن أحمد بن إبراهيم الإسماعيلي بجرجان ثنا أبو حبيب محمد بن أحمد بن موسى حدثني محمد بن حميد البزار حدثني أيوب بن الحسن الفقيه حدثني مردك وكان ثقة وكان يبيع الساج قال بعت ساجالي

بالأهواز من رجل وكان له سلطان وهيبة فذهبت لأتقاضاه مالي فذكر عنده أبو بكر وعمر رضوان الله عليهما فشتمهما فمنعني سلطانه وهيبته أن أرد عليه فرجعت إلى منزلي فبت ليلتي بغم الله به عليم فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم فيما يرى النائم فقلت يا رسول الله هذا يشتم أبا بكر وعمر فقال هذا فقلت هذا.. فقال هذا قال لي قم فأضجعه فقمت فأضجعته فقال لي قم فاذبحه فعظم الذبح في عيني فقال لي ثلاث مرات قم فاذبحه فقمت فأمررت السكين على أوداجه فذبحته فلما دنا الإصباح قلت والله لأذهبن إليه وأخبره بهذه الرؤيا فلما أن دنوت من باب داره إذا أنا بالولولة والصياح من داره قلت ما هذا الصياح قالوا فلان طرقته الذبحة في جوف الليل قلت أنا ذبحته بأمر من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فخرج علي غلام ابن له فقال أحب أن تكتمه علينا ۔(النهي عن سب الاصحاب:ص ٩٤)

سند کی تحقیق:

(١) حافظ محمد بن عبد الواحد، ضیاء الدین المقدسیؒ (م ٦٤٣ھ) مشہور ثقہ، امام ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج١٤: ص ٤٧٢، کتاب الثقات للقاسم: ج٨: ص ٤٤٥**)

(٢) ابو القاسم، زنکی بن واثق البیہقیؒ (م ٦٠٩ھ) صدوق ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج١٣: ص ٢١٤**)

(٣) ابو الوقت، عبد الاول بن عیسی الہرویؒ (م ٥٥٣ھ) بھی صدوق، امام ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج١٢: ص ٦٣، کتاب الثقات للقاسم: ج٦: ص ١٧٢**)

(٤) ابو القاسم، احمد بن محمد العاصمی **البوشنجی**ؒ (م ٤٨٠ھ) بھی صدوق ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج١٠: ص ٤٥٢، جزء فيه المنظوم والمنثور من الحديث النبوي للبوشنجي: ص ٢٥، ت محمد صباح منصور**)

(٥) ابو القاسم، عبد اللہ بن عمر بن محمد الکلواذانیؒ سے ایک جماعت مثلاً ابو القاسم، احمد بن محمد العاصمی **البوشنجی**ؒ (م ٤٨٠ھ)، ابو الوقت، عبد الاول بن عیسی الہرویؒ (م ٥٥٣ھ)، ابو منصور، عبد الواحد بن عبد اللہ الرازیؒ وغیرہ نے روایت لی ہے۔ لہٰذا وہ بھی صدوق ہیں۔(**التدوین: ج٢: ص ١٢٨، مشيخة أبي المنجى ابن اللتي: ص ٣٨٥، مجلہ الاجماع: ش١٦: ص ٣١**)

(٦) امام احمد بن ابراہیم الاسماعیلیؒ (م ٣٧١ھ) کے بیٹے، ابو نصر، محمد بن احمد بن ابراہیم الاسماعیلیؒ (م ٤٠٥ھ) بھی صدوق ہیں۔(**تاریخ جرجان: ص ٤٥٢**)

(۷) ابو حبیب، محمد بن احمد بن موسی المصاحفی النیسابوریؒ (م ۳۵۱ھ) صدوق، عابد ہیں۔ **(الروض الباسم: ج۲: ص۹۰۶)**

(۸) محمد بن نصر بن حمید البزازؒ (م ۲۸۴ھ) ثقہ ہیں۔ **(ارشاد القاصی والدانی: ص ۶۲۲)**

نوٹ:

النهي عن سب الاصحاب للمقدسی کے مخطوطہ میں "البزاز" ہی لکھا ہے۔ **(المكتبة الظاهرية)**

كتاب النهي عن سب الاصحاب

وما فيه من الاثم والعقاب

تاليف الشيخ الامام العالم الحافظ

(۹) ایوب بن الحسن، ابو الحسین النیسابوریؒ بھی صدوق، فقیہ، زاہد ہیں۔ **(الجواھر المضیۃ: ج۱: ص۱۶۳، مجلہ الاجماع: ش۱۴: ص۵۷)**

(۱۰) مدرکؒ ثقہ ہیں، جیسا کہ اسی روایت کی سند میں تصریح ہے۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔

وضاحت:

اس واقعہ میں غور فرمایئے! کہ خواب میں کئے جانے والے عمل کا اثر کرامۃً، اللہ تعالیٰ کے حکم سے دنیوی زندگی میں ظاہر ہو گیا۔

اس میں بندے کے عمل کا کوئی دخل نہیں ہے، بلکہ ایسے افعال اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی صادر ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲:

حافظ ابن القیمؒ (م ۷۵۱ھ) ہی فرماتے ہیں کہ

وذكر مسعدة عن هشام بن حسان عن واصل مولى أبي عيينة عن موسى بن عبيدة عن صفية بنت شيبة قالت كنت عند عائشة رضي الله عنها فأتتها امرأة مشتملة على يدها فجعل النساء يولعن بها فقالت ما أتيتك إلا من أجل يدي أن أبي كان رجلا سمحا وإني رأيت في المنام حياضا عليها رجال معهم آنية يسقون من أتاهم فرأيت أبي قلت أين أمي فقال انظري فنظرت فإذا أمي ليس عليها إلا قطعة خرقة فقال أنها لم تتصدق قط إلا بتلك الخرقة وشحمة من بقرة ذبحوها فتلك الشحمة تذاب وتطرى بها وهي تقول واعطشاه قالت فأخذت إناء من الآنية فسقيتها فنوديت من فوقي من سقاها أيبس الله يده فأصبحت يدي كما ترين۔

حضرت صفیہ بن شیبہؓ کا بیان ہے کہ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس تھی کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی، اس کے ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

یہ عورت کہنے لگی، میں آپ کے پاس اپنے (اس پٹی بندھے) ہاتھ کی وجہ سے حاضر ہوئی ہوں۔

میرے والد ہاتھ کے کھلے تھے (یعنی سخی تھے)۔

اور وہ عورت بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میں نے خواب میں حوض دیکھے، جن پر لوگ اکٹھا ہیں، اور ان کے ہاتھوں میں گلاس ہیں، جو ان کے پاس آتا ہے اس کو پانی پلاتے ہیں۔

میں نے اپنے والد کو بھی دیکھا، (میں نے ان سے) پوچھا امی جان کہاں ہیں؟

کہنے لگے: دیکھو کہاں ہیں:

میں نے دیکھا کہ ان کے (یعنی امی کے) اوپر کپڑے کا صرف ایک ٹکڑا ہے، فرمایا: انہوں نے (یعنی امی نے) صرف یہی ٹکڑا صدقے میں دیا تھا۔

اور ایک مرتبہ گائے ذبح کی تھی تو اسکی چربی صدقہ دی تھیں، پس وہی چربی پگھلائی جارہی ہے، جسے وہ مل رہی ہیں۔

اور شور مچا رہی ہیں کہ: ہائے پیاس! ہائے پیاس! میں نے گلاس بھر کر انہیں (یعنی اپنی امی کو) پانی پلا دیا۔

اوپر سے آواز آئی: اسے جس نے پانی پلایا اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ خشک کر دے۔

(خواب بیان کرنے کے بعد، وہ عورت کہتی ہے) آخر میرا ہاتھ خشک ہو گیا، جو آپ کے سامنے ہے۔

(کتاب الروح: ص۱۸۹)

یہ واقعہ مختلف الفاظ کے ساتھ امام ابو بکر ابن ابی الدنیاؒ (م ۲۸۱ھ) نے بھی نقل کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

حدثنا خلف بن هشام، حدثنا الحكم بن سنان، عن منيعة بنت زربي قال: "كنت بمكة مع مولاي، فإذا امرأة عليها الناس مجتمعون، يسألونها، وامرأة تسألها، فقالت لها عائشة: مالي أرى يدك شلاء؟ قالت: أنا أخبرك، كان لي أبوان، أما أبي فكان رجلا سخيا كثير المعروف، وكانت أمي شحيحة، لم أرها صنعت من المعروف شيئا قط، إلا أن أبي ذبح بقرة فرأيتها تصدقت منها بشحمة، ورأيتها تصدقت يوما بخرقة فهلك أبواي، فرأيت فيما يرى النائم، كأن أبي على حوض كبير كثير الآنية، يسقي الناس الماء، فالتفت ورائي، فإذا أمي مستلقية على ظهرها، وفي فمها تلك الشحمة بعينها أعرفها، وتلك الخرقة على فرجها، وهي تقطع الشحمة

بأصبعها، وتقول واعطشي فقلت: هذه أمي عطشى، وهذا أبي يسقي الناس الماء، فلو أتيت أنا من هذه الآنية فسقيت أمي، فاغترفت بإناء منها، فأتيتها لأسقيها، فسمعت مناديا من السماء: ألا من سقاها شلت يمينه فأصبحت ويدي كما ترين۔ (کتاب مجابی الدعوۃ لابن ابی الدنیا: رقم ۷۱)

اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں، انشاء اللہ۔ (**میزان الاعتدال: ج۴: ص ۶۰۴، طبع دار العرفۃ**)، البتہ الحکم بن سنانؒ ضعیف ہیں، لیکن امام بخاریؒ (**م۲۵۶ھ**)، اور امام ابو حاتم الرازیؒ (**م۲۷۷ھ**) کہتے ہیں کہ " **یکتب حدیثه** " ان کی احادیث لکھی جائیگی۔ (**کتاب الضعفاء الصغیر للبخاری: ص ۴۳، ش ابن ابی العینین، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج۳: ص ۱۱۷**)

اور حافظ ابو بکر ابن ابی الدنیاؒ (**م۲۸۱ھ**) ہی اس کی ایک اور سند ذکر فرماتے ہیں کہ

حدثنا إسحاق بن إبراهيم، عن أبي عبيدة الحداد، حدثنا هشام، عن واصل، مولى ابن عيينة، عن موسى بن عبيدة، عن صفية بنت شيبة، قالت: كنت عند عائشة، فجاءت امرأة مشتملة على شيء، فجعل النساء يطعن بها، فجعلت لا تخرجيدها، فنهنهت عائشة عنها قالت المرأة: والله ما أتيتك إلا في شأن يدي هذه، إني رأيت في المنام، فذكرت نحوه۔ (کتاب مجابی الدعوۃ لابن ابی الدنیا: رقم ۷۲)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابو بکر ابن الدنیاؒ (**م۲۸۱ھ**) صدوق، حافظ الحدیث اور صاحب مصنفات ہیں۔ (**تقریب**)

(۲) اسحاق بن ابراہیمؒ (**م۲۵۹ھ**) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۲۸**)

(۳) ابو عبید الحدادؒ (**م۱۹۰ھ**) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۹۰**)

(۴) ہشامؒ (**م۱۴۸ھ**) بھی ثقہ ہیں۔ (**تقریب رقم: ۷۲۸۹**)

(۵) واصلؒ جو کہ صحیح مسلم کے راوی اور صدوق عابد ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۳۸۶**)

(۶) موسیٰ بن عبیدؒ (**م۱۵۳ھ**) **ضعیف** ہیں۔ (**تقریب**)

(۷) صفیہ بن شیبہؓ صحابیہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۸۶۲۲**)

(۸) حضرت عائشہ صدیقہؓ (م ۵۸ھ) بھی مشہور صحابیہ ہیں۔

الغرض اس سند میں ایک راوی موسیٰ بن عبیدؒ ضعیف ہیں، لیکن بعض ائمہ نے ان کی توثیق بھی کی ہے، مثلاً:

ان سے امام شعبہؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام وکیعؒ، اور امام عبد اللہ بن المبارکؒ وغیرہ نے روایت لی ہے۔ ایک قول میں امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ امام عجلیؒ فرماتے ہیں کہ جائز الحدیث ہیں۔ امام وکیع بن الجراحؒ اور امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ ثقہ ہیں۔ امام ابن جنیدؒ فرماتے ہیں کہ وہ متروک نہیں ہیں۔ مزید ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹے نہیں ہیں اور ان کی احادیث لکھی جائے اور امام یعقوب بن شبیہؒ نے بھی ان کو صدوق کہا ہے۔ **(اکمال تہذیب الکمال: ج ۱۲: ص ۲۷، تاریخ یحیٰی بن معین بروایۃ الدوری: رقم ۲۳۱، ۱۱۶۱، سؤالات ابن الجنید لابن معین: رقم ۲۷۵، ۴۴۹، سوالات ابن المحرز لابن معین: ج ۱: ص ۱۷۸-۱۷۹، تہذیب الکمال: رقم ۶۲۸۰)**

لیکن چونکہ حکم بن سنانؒ ان کے متابع موجود ہیں۔ لہذا اس روایت میں ان پر کلام فضول ہے اور ان کی یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۳: (خواب میں جنت کا دودھ پیا اور بیداری میں قئے کی تو دودھ باہر نکلا)

حافظ ابن القیمؒ (م ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں کہ

وقال عبد الرحمن بن القاسم صاحب مالك سمعت مالكا يقول إن يعقوب بن عبد الله بن الأشج كان من خيار هذه الأمة نام في اليوم الذي استشهد فيه فقال لأصحابه إني قد رأيت أمرا ولأخبرنه أني رأيت كأني أدخلت الجنة فسقيت لبنا فاستقاء فقاء اللبن واستشهد بعد ذلك قال أبو القاسم وكان في غزوة في البحر بموضع لا لبن فيه وقد سمعت غير مالك يذكره ويذكر أنه معروف فقال أني رأيت كأني أدخل الجنة فسقيت فيها لبنا فقال له بعض القوم أقسمت عليك لما تقيأت فقاء لبنا يصلد أي يبرق وما في السفينة لبن ولا شاة۔

عبد الرحمٰن بن قاسم صاحب مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ یعقوب بن عبد اللہ بن اشجؒ بڑے نیک آدمی تھے۔

جس دن آپ کی شہادت ہوئی، اس رات کو آپ نے خواب میں دیکھا: جیسے میں جنت میں داخل ہو گیا اور وہاں مجھے دودھ پلایا گیا۔ [جب آپ نے یہ خواب بیان فرمایا] تو کسی نے کہا: اچھا! قئے تو کریئے۔

چنانچہ قئے کی، **تو دودھ باہر نکل آیا**۔ پھر دن میں اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے۔

ابو القاسمؒ فرماتے ہیں کہ آپ سمندری جہاز پر ایسی جگہ تھے، جہاں دودھ نہیں ملتا تھا۔

امام عبد الرحمٰن بن القاسمؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کے سوا دوسرے لوگوں نے بھی یہ قصہ بیان کیا ہے (وہ) کہتے ہیں: آپ جس کشتی میں تھے، وہاں نہ دودھ تھا نہ دودھ دینے والا جانور۔ **(کتاب الروح: ص ۱۹۰)**

اس واقعہ کو مختلف الفاظ کے ساتھ حافظ یعقوب بن سفیان الفسویؒ (م ۲۷۷ھ) نے اپنے کتاب میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

حدثنا زيد بن بشر ثنا شعيب بن يحي قال: قدم يعقوب بن الأشج فدخل على عيسى بن أبي عطاء فسلم عليه، - وكان على مصر وكان من أهل المدينة - فقال له عيسى بن أبي عطاء: هنيئا لما تغزون وترابطون، ولا نقدر نغزو ولا نرابط. فقال له يعقوب بن الأشج: وأنت في خير. فلما خرج قال: ما صنعت! لقد تكلمت بكلمة ما أراها يكفرها إلا الشهادة، فتجهز وخرج إلى العدو، فقعد له رجل على سرية فلبس سلاحه وربط وسطه وجلس ينتظر خروج القوم. فقال لهم: من ولي علينا؟ قالوا: فلان البري. فقال: البري يطير فلا يرجع، - وكأنه تطير باسمه - قال: وما علي من ولي علينا. فنام - وهو جالس ينتظرهم - ثم انتبه فقال لمن حوله: رأيت والله الساعة كأني أدخلت الجنة وشربت فيها لبنا، قالوا: فإنا نعزم عليك الا استقيت فاستقاء فقاء لبنا. ثم خرج مع السرية، فأصيبت السرية بموضع يقال له بحيرة الطير، فقدم بكير بن الأشج بعده فقيل له: ألا تدخل نسلم على عيسى بن أبي عطاء فقال: إنه لرجل لا نظرت إلى وجهه أبدا، أخاف أن أزل كما زل أخي۔ (المعرفۃ والتاریخ: ج ۱: ص ۶۶۱-۶۶۲)

<u>**سند کے راویوں کی تحقیق درجِ ذیل ہے:**</u>

(۱) امام یعقوب بن سفیانؒ (م ۲۷۷ھ) سنن ترمذی اور نسائی کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۸۱۷)**

(۲) زید بن بشرؒ بھی ثقہ ہیں۔ **(لسان المیزان: ج ۳: ص ۵۴۷)**

(۳) شعیب بن یحییؒ، سنن نسائی کے راوی اور صدوق وعابد ہیں۔ **(تقریب: رقم ۲۸۰۸)**

نوٹ:

یہ سند مرسل ہے، ممکن ہے کہ یہ بات شعیب بن یحییؒ نے اپنے استاد امام مالکؒ سے سنی ہو، تو یہ متصل ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۴: (خواب میں خنزیر کھایا اور بیداری میں ۲ مہینے تک منہ سے اس کی بدبو آرہی ہے)

حافظ ابن القیمؒ **(م ۷۵۱ھ)** فرماتے ہیں کہ

وذكر مسعدة في كتابه في الرؤيا عن ربيع بن الرقاشي قال أتاني رجلان فقعدا إلى فأغتابا رجلا فنهيتهما فأتاني أحدهما بعد فقال إني رأيت في المنام كأن زنجيا أتاني بطبق عليه جنب خنزير لم أر لحما قط اسمن منه فقال لي كل فقلت آكل لحم خنزير فتهددني فأكلت فأصبحت وقد تغير فمي فلم يزل يجد الريح في فمه شهرين۔

ربیع بن رقاشی کا بیان ہے کہ: میرے پاس ۲ آدمی آکر بیٹھ گئے اور انہوں نے کسی کی چغلی کی۔

میں نے دونوں کو منع کر دیا۔ پھر کچھ دن بعد ان میں سے ایک آدمی آکر مجھ سے کہا کہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ: ایک حبشی میرے پاس ایک پلیٹ لے کر آیا، جس میں خنزیر کا بڑا موٹا گوشت تھا، اور مجھ سے کہنے لگا کھا۔

میں نے کہا میں خنزیر کا گوشت کس طرح کھالوں؟ اس نے مجھے ڈانٹا، آخر مجھے کھانا پڑا۔ فرماتے ہیں کہ صبح کو جب اٹھا، تو میرے منہ میں بدبو تھی، جو ۲ مہینے تک لگاتار رہی۔ **(کتاب الروح: ص ۱۹۰)**

اور اس واقعہ کی سند مع مختلف الفاظ امام ابو بکر ابن ابی الدنیاؒ **(م ۲۸۱ھ)** کی کتاب میں موجود ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

حدثني عبد الله بن أبي بدر، أخبرنا يزيد بن هارون، عن هشام بن حسان، عن خالد الربعي قال: " دخلت المسجد، فجلست إلى قوم، فذكروا رجلا، فنهيتهم عنه، فكفوا ثم جرى بهم الحديث حتى عادوا في ذكره، فدخلت معهم في شيء، فلما كان من الليل رأيت في المنام كأن شيئا أسود طويلا جدا، معه طبق خلاف أبيض، عليه لحم خنزير، فقال: كل. قلت: آكل لحم خنزير؟ والله لا آكله. فأخذ بقفاي وقال: كل، وانتهرني انتهارة شديدة، ودسه في فمي، فجعلت ألوكه ولا أسيغه، وأفرق أن ألقيه واستيقظت قال: فمخلوفه لقد مكثت ثلاثين يوما وثلاثين ليلة ما آكل طعاما، إلا وجدت طعم ذلك اللحم في فمي۔ (کتاب الصمت لابن ابی الدنیا: ص ۱۲۶)

سند کے راویوں کی توثیق درجِ ذیل ہے:

(۱) امام ابن ابی الدنیاؒ(م ۲۸۱ھ) حافظ، صدوق، صاحب تصنیفات ہیں۔ **(تقریب: ۳۵۹۱)**

(۲) عبد اللہ بن ابی بدرؒ، انہوں نے یزید بن ہارونؒ، و کیعؒ وغیرہ حفاظ سے روایت فرمائی ہے۔ ان سے امام ابن ابی الدنیاؒ، عباس الدوریؒ، نے روایت کی ہے۔ **(تاریخ بغداد: ج۹: ص ۴۳۰)** اور حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) نے ان کی روایت کی سند کو جید اور قوی قرار دیا ہے۔ **(مسند الفاروق: ج۱: ص ۱۷۳، ت امام)**

معلوم ہوا کہ یہ بھی صدوق ہیں۔

(۳) یزید بن ہارونؒ (م ۲۰۶ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ متقن عابد ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۷۸۹)**

(۴) ہشام بن حسانؒ (م ۱۴۸ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۲۸۹)**

(۵) خالد الربعیؒ بھی صدوق ہیں۔ **(کتاب الثقات لابن حبان: ج۶: ص ۲۵۲، کتاب الثقات للقاسم: ج۴: ص ۹۱)**

لہٰذا یہ روایت بھی حسن ہے۔

دلیل نمبر ۵: (خواب میں تھپڑ مارا اور جب نیند سے جاگے تو آدھا منہ کالا اور آدھا منہ سفید تھا)

حافظ ابو بکر ابن ابی الدنیاؒ (م ۲۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثني محمد بن إدريس الحنظلي، قال: حدثني أحمد بن عبد الأعلى، قال: أخبرني أبو روح، رجل من الشيعة، قال: "كنا بمكة في المسجد الحرام قعودا، فقام رجل نصف وجهه أسود ونصف وجهه أبيض، فقال: يا أيها الناس، اعتبروا بي، فإني كنت أتناول الشيخين أبا بكر وعمر رضي الله عنهما بسبهما، فبينا أنا ذات ليلة في شأني، إذ أتاني آت، فرفع يده فلطم حر وجهي، فقال: يا عدو الله، أي فاسق؟ أتسب الشيخين أبا بكر وعمر رضي الله عنهما؟ فأصبحت وأنا على هذه الحالة۔

ابو رَوحؒ کا بیان ہے کہ ہم مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا، جس کا آدھا منہ کالا اور آدھا سفید تھا۔ وہ کہنے لگا: لوگو! مجھ سے نصیحت حاصل کرو، میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کو برا کہتا تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا: کسی نے آکر میرے منہ پر تھپڑ مارا اور مجھ سے کہنے لگا: اے بے ایمان کیا تو شیخینؓ کو گالیاں دینے والا نہیں؟ نیند سے اٹھا، تو میرا آدھا منہ کالا تھا، جو اب تک کالا ہے۔ **(العقوبات لابن ابی الدنیا: ص ۱۹۹- ۲۰۰)**

اس سند کی تحقیق درجِ ذیل ہے:

(۱) امام ابن ابی الدنیاؒ (م ۲۸۱ھ) حافظ، صدوق، صاحبِ تصنیفات ہیں۔ **(تقریب: ۳۵۹۱)**

(۲) محمد بن ادریس الحنظلیؒ (م ۲۷۷ھ) مشہور حفاظ میں سے ہیں۔

(۳) احمد بن عبد الأعلیؒ بھی ثقہ ہیں۔ **(کتاب الثقات لابن حبان: ج۸: ص۸، کتاب الثقات للقاسم: ج۱: ص۳۸۷)**

(۴) ابو روحؒ، جن کا نام نوح بن قیس ہے (م ۱۸۴ھ) صحیح مسلم کے راوی اور صدوق ہیں، شیعہ ہونے کا الزام ہے۔ **(تقریب: رقم ۷۲۰۹)**

الغرض یہ سند بھی حسن ہے۔

دلیل نمبر ۶:

امام ابو القاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن عبدوس بن كامل السراج، ثنا محمد بن علي بن الحسن بن شقيق، ثنا أبي، ثنا الحسين بن واقد، عن أبي غالب، عن أبي أمامة قال: "بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى باهلة، فأتيت وهم على الطعام، فرحبوا بي وأكرموني، وقالوا: تعال فكل، فقلت: جئت لأنهاكم عن هذا الطعام، وأنا رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتيتكم لتؤمنوا به، فكذبوني وزبروني، فانطلقت وأنا جائع ظمآن قد نزل بي جهد شديد، فنمت فأتيت في منامي بشربة من لبن، فشربت ورويت وعظم بطني، فقال القوم: أتاكم رجل من خياركم وأشرافكم فرددتموه، فاذهبوا إليه فأطعموه من الطعام والشراب ما يشتهي، فأتوني بطعام، قلت: «لا حاجة لي في طعامكم وشرابكم، فإن الله قد أطعمني وسقاني». فانظروا إلى الحال التي أنا عليها، فنظروا فآمنوا بي، وبما جئت به من عند رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

خلاصہ یہ کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو باہلہ (قبیلے) کی طرف بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں، لیکن ان لوگوں نے انکار کیا اور انہیں کھانا پینا بھی نہیں دیا، حالانکہ وہ اس وقت سخت بھوکے تھے، پھر وہ (تھکاوٹ کی وجہ سے سوگئے) تو خواب میں آپ کو کھلایا پلایا گیا اور جب بیدار ہوئے تو بھوک پیاس کے اثرات ختم ہو چکے تھے، یہ دیکھ کر سارے لوگ مسلمان ہوگئے۔ **(المعجم الکبیر للطبرانی: ج۸: ص۲۸۶، ح ۸۰۹۹)**

اس کی سند کو حافظ ہیثمیؒ (م۸۰۷ھ) اور غیر مقلد عالم، شیخ زبیر علی زئی نے حسن کہا ہے۔ **(مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۶۰۵۷، ۱۶۰۵۶، فضائل جہاد لابن عساکر مترجم بتحقیق زبیر علی زئی: ص ۹۲)**

ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھار خواب میں کئے جانے والے عمل کا اثر کرامۃً، اللہ تعالیٰ کے حکم سے دنیوی زندگی میں بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

اس میں بندے کے عمل کا کوئی دخل نہیں ہے، بلکہ ایسے افعال اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی صادر ہوتے ہیں، اور یہی اہل السنت والجماعت کا کہنا ہے۔ واللہ اعلم